سلسلہ خطبات جمعہ
شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط وترتیب : حافظ محمد سلمان الحق انوار حقانی
مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

اسلام میں اپنے نفس اور بندوں کے حقوق کی ادائیگی نہ کرنے والوں کا مؤاخذہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فعن عائشۃؓ و ابن عمرؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال مازال جبرائیل یوصینی بالجار حتی ظننت انہ سیورثہ (بخاری ومسلم)

ترجمہ: ’’ حضرت عائشہؓ اور حضرت ابن عمرؓ نبی کریمؐ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا حضرت جبرائیلؑ مجھ کو ہمیشہ ہمسایہ کے حق کا خیال رکھنے کا حکم دیا کرتے یہاں تک کہ مجھے خیال ہوا کہ حضرت جبرائیلؑ عنقریب پڑوسیوں کو ایک دوسرے کا وارث قرار دیں گے۔‘‘

عرصہ حیات دارالعمل ہے: محترم حضرات آپ کو معلوم بلکہ یقین ہے کہ دنیا کی یہ زندگی عارضی‘ چند روزہ یا محدود سالوں پر مشتمل فانی اور جلد ختم ہونے والی ہے۔ یہ دارالعمل ہے اللہ نے انسان کو صرف اس غرض سے پیدا فرمایا کہ اس عرصہ حیات میں خالص اسی کی عبادت وفرمانبرداری کے راستوں کو اختیار کرکے اس کی ناراضگی سے بچا جائے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وما خلقت الجن والانس الالیعبدون (ترجمہ) میں نے انسان اور جن کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا (سورۃ الذاریات)

جب انسان دارالبقاء کی طرف منتقل ہوجائے گا۔ اور یہ بھی ہمارے ایمان وعقیدہ کا لازمی جزو ہے کہ اس دار فانی سے دار بقاء کی طرف منتقل ہونے کے بعد اپنے مالک وخالق کے حضور پیش ہوکر اس کی دنیا میں دیتے ہوئے احکام کی پابندی کے بارہ میں جواب دینا ہے اور یہ بھی آپ بار بار قرآن وحدیث کی روشنی میں سنتے چلے آرہے ہیں کہ سب سے زیادہ پوچھ کچھ اور سختی ان اعمال پر ہوگی جو انسانی حقوق کی ادائیگی یا عدم ادائیگی سے تعلق رکھتے ہیں۔ انسانی حقوق غضب کرنے کی نہ معافی کا امکان ہے اور نہ بدلہ قبول کیا جائے گا۔ اگر بدلہ دینا ہوگا بھی تو اس صورت میں کہ غاصب سے نیک اعمال اگر نامہ اعمال میں ہیں اس سے لےکر جس کا حق مارا گیا ہے اسے دے کر آخر میں اس کے گناہوں کا

بوجھ بھی غاصب کے کندھوں پر ڈالنے کے بعد واصل جہنم کردیا جائے گا۔ قرآنی تعلیمات کی روشنی میں قیامت کے روز ہر فرد کی کامیابی اور ناکامی کا دارومدار اس کے عمل نامہ پر ہے۔ اگر عمل نامہ نیکیوں اور اللہ کی مرضیات پر چلنے والے اعمال پر مشتمل ہے تو مزے اور نجات ہی نجات ہے بصورت دیگر سب سے بڑا اور دردناک عذاب ایسے لوگوں کے لئے تیار ہوگا جو مالک کائنات کی خدائی میں اس کی مخلوق کے حقوق مثلاً جان و مال عزت و آبرو پر ڈاکہ ڈال کر اس دنیا سے بے آبرو رخصت ہو چکے ہوں

<u>انسانی حقوق اور آخرت میں مؤاخذہ:</u> اگر مسلمانوں کو دوسروں پر ظلم وزیادتی سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنا ہے تو سید الانبیاء ﷺ کے اس فرمان کو ہر وقت ملحوظ خاطر رکھنا ہوگا۔ فرمان نبوی ﷺ ہے: من كانت له مظلمة لأخيه في مال اوعرض فليأته فليستحلها منه قبل ان يؤخذ او تؤخذ وليس عنده' دينار ولا درهم فـان كانت له' حسنات أخذ من حسناته فأعطيها هذا والا أخذ من سيئات هذا فجعلت على سيأته۔ (ترجمہ) جس نے اپنے (مسلمان) بھائی پر مال یا عزت کے متعلق ظلم وزیادتی (حق تلفی) کی ہو سو اسے چاہیے کہ وہ اس کے پاس جا کر مؤاخذہ سے پہلے اپنے آپ کو معاف کرلے (کیونکہ) مواخذہ کے وقت اس کے پاس (مظلوم کو دینے کیلئے) نہ دینار ہوں گے نہ درہم اگر اسکے پاس نیکیاں ہوں تو اس سے نیکیاں لیکر حساب کتاب پورا کر دیا جائیگا ورنہ مظلوم کی برائیاں اٹھا کر ظالم کے برائیوں کے کھاتہ میں جمع کردی جائیں گی۔

اگر امت مسلمہ دل و جان سے چاہے کہ ان کی ذلت' عزت سے' مغلوبیت غالب آنے سے غربت و بیچارگی' مالداری اور مستغنی عن غیر اللہ سے بدل جائے تو اس دنیا میں باعزت اور ایک آزاد و خود مختار بننے کی شرط یہ ہے کہ اللہ کی بندگی' اطاعت' حضور ﷺ کے اسوہ کو اپنا کر اللہ کے حاکمیت اعلیٰ کو تسلیم کرلیں۔ پھر اللہ کے احکامات و فرمودات کے شرائط میں ایک اہم و لازمی تصور و عقیدہ یہ بھی ہے۔

<u>مالک کی مرضی کے خلاف تصرف کا حکم</u> کہ اس عالم کے تمام اشخاص و املاک اللہ ہی کے ہیں' وہی اس کا حقیقی مالک ہے۔ ہمارے ملکیت میں جو کچھ ہے وہ ہمیں عاریۃً و امانت کے طور پر دی گئی ہیں۔ جب سب کچھ کا مالک اللہ جل جلالہ ہے تو اس کی ملکیت میں اس کے مرضی کے خلاف تصرف بھی اس سے غداری کرنے کے مترادف ہے اب کسی کو یہ اجازت نہیں کہ وہ اللہ کی مرضی کے خلاف اللہ کے بندوں پر مطلق مالکانہ اقتدار مسلط کرنے کی کوشش کرے اور نہ اس کا جواز ہے کہ کسی انسان کے ساتھ ایسا سلوک کرے یا ایسے امور پر مجبور کرے جو اللہ تعالیٰ کے ہاں ناپسندیدہ ہیں۔

جب قلوب میں یہ عقیدہ راسخ ہو جائے تو پھر اخلاق نبوی ﷺ کی تعلیمات پر پابند رہ کر بھی کوئی انسان دوسرے انسان یہاں تک کہ خود اپنی جان سے بھی ایسا سلوک نہیں کر سکتا جو انسان کے مالک حقیقی کے حکم کے خلاف ہو حتیٰ کہ کسی جانور کے ہلاک کرنے کو بھی بغیر الٰہی اجازت کے گناہ کبیرہ سمجھتا ہے۔

اسلام میں ادائیگی حقوق کا نظام اسلام ایسا عالمگیر اور جامع مذہب ہے جس میں اسلام سے پہلے کے تمام مذاہب کی خوبیاں بدرجہ اتم موجودہ ہیں جس قدر خوبیاں ادیان سابقہ میں انفرادی طور پر موجود تھیں۔ ہمارے دین حقہ نے ان تمام کمالات' اعمال حسنہ اور اخلاق طیبہ کو اپنے اندر سمودیا ہے۔ درحقیقت اسلام تمام انبیاء علیہم السلام کا دین ہے۔ یہی وجہ ہے کہ گزشتہ ادیان کا اکثر و بیشتر تعلق مخصوص علاقہ' مقرر کردہ وقت' متعین زمانہ' خاص قوم سے رہا' اس کے مقابلہ میں اسلام اور دین محمدیؐ کے احکامات وتعلیمات وحسن معاشرہ واخلاق حسنہ کا تعلق زندگی کے ہر شعبہ و ہر فرد کے ساتھ ہے تا روز قیامت قائم ودائم رہنا اور اس پر عمل ہر فرد کیلئے لازم ہے۔ انہی تعلیمات میں ایک بہت بڑا حصہ حقوق کی ادائیگی کا ہے۔ جس کا دامن اتنا وسیع وعریض ہے کہ جو حقوق اسلام نے مقرر کئے ہیں ہر ایک پر بحث کے بغیر ان حقوق کے صرف ذکر اور نام بیان کرنے کیلئے ایک طویل وقت درکار ہے' جہاں اللہ کے حقوق کے ادائیگی پر زور ہے تو ساتھ ہی اپنے نفس' والدین' اولاد' بھائی بہنوں' قرابتداروں' یتیم' خاوند' بیوی' پڑوسی' دوست' مہمان' مزدور' مالک' جانور' مسلمان حتی کہ کفار کے حقوق کی ادائیگی کو بھی تکمیل ایمان کا لازمی جزو قرار دیا گیا۔ سب سے پہلے میں نے آپ کو اپنے اپنے نفس کے حقوق پورے کرنے کا ذکر کر کے یہ بتانا مقصود ہے کہ جو انسان اپنے نفس کا حق ادا کرے گا تو دوسرے کے حقوق کی ادائیگی کو بھی تکمیل ایمان کا لازمی جزو قرار دیا گیا۔ جسے اپنے نفس کے حق کو پورا کرنے کیلئے اس کے پاس وقت نہیں یا احساس ہی نہیں تو اس سے یہ توقع رکھنا کہ مخلوق خدا کے حقوق کی رعایت ملحوظ خاطر رکھے گا عبث ہے۔

ادائیگی حقوق پر انتباہ: رحمۃ للعالمین کو جب ایک صحابی کے بارہ میں معلوم ہوا جو اکثر دن کو روزہ رکھتے اور رات کو تہجد و نوافل میں معروف رہتے اس کو اپنے نفس ودیگر حقوق کی ادائیگی پر تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا: عن عبد الله بن عمرو بن العاص عن النبی ﷺ قال فلا تفعل صم وا فطر وقم ونم فان لجسدک علیک حقا وان لعینک علیک حقا وان لزوجتک علیک حقا وان یحسبک ان تصوم کل شهر ثلثة ایام فان لک بکل حسنة عشر امثالها فان ذالک صیام الدهر کله (بخاری) (ترجمہ) (ایک طویل حدیث کا ٹکڑا ہے) ''تو یہ کام مت کر روزہ رکھ اور افطار بھی کر' رات کو کھڑا بھی ہو اور سویا بھی کرو۔ کیونکہ تمہارے بدن کا تجھ پر حق ہے' تیری آنکھ کا بھی تجھ پر حق ہے' تیری بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے' تیرے مہمان کا بھی تم پر حق ہے۔ تمہیں ہر ماہ میں صرف تین روزے کافی ہیں۔''

کیونکہ ہر نیکی کا ثواب دس گناہ ملے گا' تو تین کے تیس روزے ہوئے' گویا تو ساری عمر روزے سے ہوا۔ ایک نیکی پر دس اجر' تین روزوں پر تین کو دس میں ضرب دے دیں تو تیس ہوئے۔

عبادت میں اعتدال کی ہدایت: آپ اندازہ لگائیں کہ اپنے جسم کی حفاظت اور اسکے حقوق کی محافظت کا اس شدومد سے مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ عبادات بھی اگر اس انداز سے ادا کئے جائیں کہ ان سے جسم انسانی پر برا اثر

پڑے تو ایسے عبادات میں میانہ روی کا حکم دیا گیا' کیونکہ یہ جسم جو کہ سینکڑوں اعضاء پر مشتمل ایک کارخانہ ہے۔اس کے ہر پرزے کے استعمال میں اس کو ضائع اور خراب ہونے سے بچاتا ہے۔دنیاوی زندگی کا معمول ہے کہ اگر ایک گاڑی آپ خرید کر چلانے کیلئے ڈرائیور کے حوالہ کر دیں تو قدم قدم پر اسے پابندی کرنی پڑے گی کہ اس امانت کے ایک ایک پرزے کو اس کے طے شدہ اصول وقواعد کے مطابق زیر استعمال لانا ہے۔اگر مقررہ حدود سے تجاوز کی کوشش کی جائے تو گاڑی کے خریدنے اور استعمال کا جو مقصد ہوتا ہے وہ باقی نہیں رہتا۔

زندگی بھی ایک امانت ہے یہی کیفیت انسان کے اپنے جسم ونفس کا جو امانت الٰہی ہے اسے بھی اپنی طاقت اور بساط سے زیادہ استعمال کرنے سے اللہ کے اس امانت میں زیادتی کرنا قرار دیا گیا ہے۔بعض نادان اس جسم کو اپنی ذاتی ملکیت قرار دے کر اسے ختم کردینے کو بھی اپنا بنیادی حق سمجھتے ہیں جبکہ جان ایک قیمتی امانت ہونے کے ناطے اس کی حفاظت کرنا لازمی ہے۔اللہ کے احکامات اور فرمان واجازت کے بغیر اس امانت کی ہلاکت جرم عظیم ہے یہ جرم جس کو خودکشی سے تعبیر کیا جاتا ہے کی سزا انتہائی دردناک ہے۔ارشاد باری جل جلالہ ہے:

ولا تقتلو انفسکم (ترجمہ) اپنے جانوں کو قتل نہ کرو۔(سورۃ نساء آیت نمبر۲۹)

خودکشی کا حکم: اسی طرح آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے:عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ من تردیٰ من جبل فقتل نفسه فی نار جهنم یتردی فیها خالدا مخلدا فیها ابدا ومن تحسی سماً فقتل نفسه فسمه فی یده یتحساه فی نار جهنم خالدا مخلدا فیها ابدا ومن قتل نفسه بحدیدة فحدیدته' فی یده یتوجأ بها فی بطنه فی نار جهنم خالد مخلدا فیها ابدا (بخاری ومسلم) (ترجمہ) حضرت ابوہریرۃ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا جس شخص نے اپنے آپ کو پہاڑ سے گرا کر خودکشی کی وہ شخص ہمیشہ جہنم میں گرایا جائے گا۔اور وہاں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا اس سے کبھی نہیں نکلے گا۔اور جو شخص زہر پی کر اپنے آپ کو ہلاک کرے گا اس کا زہر اس کے ہاتھ میں ہوگا جسے وہ دوزخ کی آگ میں پئے گا وہ اس جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے رہے گا اس سے کبھی نہیں نکلے گا۔اور جس شخص نے لوہے کے ہتھیار (مثلاً چھری' گولی وغیرہ) سے اپنے آپ کو ماردیا اس کا وہی آلہ قتل دوزخ کی آگ میں اس کے ہاتھ میں ہوگا جس کو وہ اپنے پیٹ میں داخل کرے گا اور دوزخ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے داخل ہو کر اس سے کبھی نہ نکلے گا۔"

آپ کو معلوم ہے کہ اس زمانہ میں ہر ملک کے قانون میں اپنی جان کو ختم کرنا قابل مواخذہ جرم ہے۔لیکن جہاں تک شریعت کا تعلق ہوگا یہ حدیث سن کر آپ کو خود اندازہ ہوا ہوگا کہ اسلام کی رو سے اس جرم کی کتنی شدید سزا ہے۔اس کی وجہ جیسے کہ پہلے بھی عرض کر چکا ہوں صرف اور صرف یہی ہے کہ اس کے جسم کا حقیقی مالک وخالق اللہ کی ذات ہے۔اس میں جو تصرف ہو اس کی مرضی سے ہو۔اپنے آپ کو ہلاک کرنا دوسرے کی ملکیت میں ایسی دخل اندازی' کمی وزیادتی جس کی اجازت مذہب میں نہ ہو اسلام کی روشنی میں ایسے عمل کو گناہ کبیرہ قرار دیا گیا ہے۔

<u>شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کی بیان کردہ ایک مثال</u> والد مکرم حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ایک کمہار جب اپنی محنت ومزدوری کے نتیجہ میں معمولی مٹی اور گارے سے ایک گڑھا یا مٹکہ بنا دیتا ہے جو اس کے صنعت اور کسب کا شاہکار ہوتا ہے۔ وہ بنائی ہوئی چیز اگر چند ٹکوں کی بھی ہو بنانے والا اپنے کسب ومزدوری کی عظمت کے پیش نظر اپنی مصنوع کی توڑ پھوڑ کو اپنی بے عزتی سمجھتا ہے' ایک خوددار اور عزت نفس والا غریب کسب گر بھی یہ برداشت نہیں کرے گا کہ کوئی اسے کہے کہ دو روپے کی بجائے دس روپے لو مگر اسے لے کر تمہارے سامنے پاؤں کے نیچے رکھ کر ریزہ ریزہ کردوں گا۔ تو وہ احسن الخالقین ذات بالا وبرتر جس نے انسان کو خوبصورت' متناسب اور متوازن حسین وجمیل شکل وصورت سے نوازا۔ وہ کیسے برداشت کرسکتے ہیں کہ انسان اسے ہلاک کردے۔ یا اتنی مشقت اور ناقابل برداشت عمل سے دوچار کردیکہ وہ ہلاکت کے قریب پہونچ جائے۔ قرآن وحدیث کی واضح تعلیمات میں مسلمان کو ایسے غیر شرعی افعال حتیٰ کہ اعتدال اور استطاعت سے بڑھ کر ایسی عبادات اور معمولات جن سے بدن پر برے اثرات کے رونما ہونے کے امکانات ہوں سختی سے منع کیا گیا۔ رب کائنات کا فرمان ہے کہ اپنے آپ کو ایسے مواقع میں جہاں ہلاکت کے خطرات ہوں بغیر کسی شرعی مصلحت کے مبتلا نہ کریں۔ اپنے نفس کیساتھ جو ہمارے مرضی میں آئے سلوک وتصرف کی ہمیں قطعاً اجازت نہیں۔

<u>عبادت وریاضت میں استطاعت سے زیادہ مشقت کی مذمت:</u> ایک راویہ جس کا نام مجیبۃ الباھلیہ ہے' وہ اپنے باپ یا چچا سے حضورﷺ کی ملاقات کا ذکر کررہی ہے کہ ایک دفعہ میرے باپ یا چچا نبی آخر الزمانﷺ کے پاس ملاقات کے لئے آکر واپس چلے گئے۔ تقریباً ایک سال کے بعد دوبارہ آنحضرتﷺ کی خدمت میں ملاقات کے لئے حاضر ہوئے۔ اس ایک سال کے دوران اس کی شکل وصورت میں کافی تبدیلی آچکی تھی۔ اس نے اپنا تعارف کرتے ہوئے حضورﷺ سے عرض کیا کہ میں کون ہوں؟ آپﷺ نے نام وغیرہ کا پوچھا تو اس نے عرض کیا میں وہی باہلی ہوں جو ایک سال قبل آپ سے مل چکا تھا۔ آپﷺ نے فرمایا اس دوران تو آپ کی شکل کافی بدل چکی ہے۔ گویا نقاہت وکمزوری آچکی تھی۔ اس صحابیؓ نے کہا کہ جب سے گزشتہ سال آپ سے رخصت ہوا ہوں صرف رات کو کھانا کھا کردن کو ہمیشہ روزہ سے رہتا ہوں۔ آپﷺ نے فرمایا کہ تم نے اپنے نفس کو کیوں عذاب میں مبتلا کیا ہوا ہے۔ خلاصہ یہ کہ محسن انسانیتﷺ نے اسے بدن کے حقوق کا خیال رکھنے کی تلقین کرکے مسلسل نفل روزوں سے منع فرمایا۔ یہی وہ خصوصیت ہے ہمارے دین حقہ کا کہ اس کے احکامات اپنی عقل وفہم پر انحصار کرنے کی بجائے شریعت کے مطابق عمل کرنے میں نہ حق تلفی ہوتی ہے اور نہ اللہ کی ناراضگی کا امکان۔ حقوق کے سلسلہ میں اپنے نفس اور بدن کو اللہ کی مرضی کے مطابق استعمال کرنے کی بات طویل ہوگئی اب چونکہ وقت نماز ہوچکا ہے اگر زندگی باقی رہے ان شاء اللہ خطبہ کے ابتداء میں ذکر کردہ ہمسایوں کے حقوق کے سلسلہ میں بیان کردہ حدیث کی روشنی میں بیان اگلے جمعہ کو ہوگا۔ رب کائنات ہم اور آپ سب کو حقوق اللہ اور حقوق العباد کی پاسداری کی توفیق سے نوازیں۔ آمین